© rasailojaraid.com



# ترجمۂ قرآن مجید

## مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

## سورۃ الاعراف

## آیات ۱ تا ۱۰

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى
لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا
تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾ فَمَا كَانَ
دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵﴾ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ
وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿۷﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣالْحَقُّ ۚ
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا
مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

### ع ی ش

عَاشَ يَعِيْشُ (ض) مَعَاشًا : زندہ رہنا' زندگی گزارنا۔ ﴿وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾﴾ (النبا) ''اور ہم نے بنایا دن کو زندہ رہنے کے لیے۔'' اور عِيْشَةً : ﴿فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۷﴾﴾ (القارعة) ''تو وہ مَن بھاتی زندگی گزارنے میں ہے۔''

مَعِيْشَةٌ (ج) مَعَايِشُ : زندگی گزارنے کا ذریعہ' سامانِ زندگی۔ ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ (الزخرف:۳۲) ''ہم نے تقسیم کیا ان کے مابین ان کی زندگی کے سامان کو دنیوی زندگی میں۔''



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

## ق ی ل

قَالَ يَقِيْلُ (ض) قَيْلُوْلَةً :دوپہر کو آرام کرنا خواہ نیند نہ آئے۔

قَائِلٌ (اسم الفاعل) :دوپہر کو آرام کرنے والا۔زیر مطالعہ آیت ۴۔

مَقِيْلٌ (اسم الظرف) : آرام کرنے کی جگہ۔ ﴿اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾﴾ (الفرقان) ''اور جنت والے اُس دن سب سے بہتر ہوں گے بلحاظ ٹھکانے کے اور سب سے اچھے ہوں گے بلحاظ آرام گاہ کے۔''

## ترکیب:

(آیت ۲) ''کِتٰبٌ'' کا مبتدا ''هٰذَا'' محذوف ہے اور یہ نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''اُنْزِلَ اِلَيْكَ'' اس کی خصوصیت ہے۔ ''فَلَا يَكُنْ'' کَانَ تامہ ہے اور ''حَرَجٌ'' اس کا فاعل ہے۔ ''مِنْهُ'' کی ضمیر ''کِتٰبٌ'' کے لیے ہے۔ ''ذِكْرٰى'' حال ہے۔ (آیت ۳) ''وَلَا تَتَّبِعُوْا'' کا مفعول ''اَوْلِيَاءَ'' ہے۔ ''تَذَكَّرُوْنَ'' کی تمیز ''قَلِيْلًا'' ہے اور اس کے آگے ''مَا'' اس کو غیر معین کرنے کے لیے ہے۔ (دیکھیں البقرۃ:۲۶ نوٹ ۱) یعنی بہت ہی کم۔ (آیت ۴'۵) ''بَيَاتًا'' حال ہے اور اس کے آگے ''هُمْ قَائِلُوْنَ'' پورا جملہ بھی حال ہے۔ ''فَجَاءَهَا'' میں ''هَا'' کی ضمیر بستیوں کے لیے ہے جبکہ ''فَجَاءَهُمْ'' میں ''هُمْ'' کی ضمیر بستی والوں کے لیے ہے۔ (آیت ۶) ''اُرْسِلَ'' کا نائب فاعل ''هُوَ'' کی ضمیر ہے' اس کا مرجع ''رَسُوْلٌ'' یا ''مُرْسِلٌ'' محذوف ہے۔ (آیت ۸) ''ثَقُلَتْ'' اور ''خَفَّتْ'' کا فاعل ''مَوَازِيْنُ'' ہے اور اس کے ساتھ ''هٗ'' کی ضمیر ''مَنْ'' کی طرف عائد ہے۔

## ترجمہ:

| | |
|---|---|
| الٓمّٓصٓ :ا'ل'م'ص | كِتٰبٌ :(یہ) ایک ایسی کتاب ہے جو |
| اُنْزِلَ :اتاری گئی | اِلَيْكَ :آپؐ کی طرف |
| فَلَا يَكُنْ :پس چاہیے کہ نہ ہو | فِيْ صَدْرِكَ :آپؐ کے سینے میں |
| حَرَجٌ :کوئی تنگی | مِّنْهُ :اس سے |
| لِتُنْذِرَ :تاکہ آپؐ خبردار کریں | بِهٖ :اس سے |
| وَذِكْرٰى :اور نصیحت ہوتے ہوئے | لِلْمُؤْمِنِيْنَ :ایمان لانے والوں کے لیے |
| اِتَّبِعُوْا :تم لوگ پیروی کرو | مَآ :اس کی جو |
| اُنْزِلَ :اتارا گیا | اِلَيْكُمْ :تمہاری طرف |
| مِّنْ رَّبِّكُمْ :تمہارے رب کی طرف سے | وَلَا تَتَّبِعُوْا :اور پیروی مت کرو |
| مِنْ دُوْنِهٖٓ :اس کے سوا | اَوْلِيَآءَ :کچھ کارسازوں کی |
| قَلِيْلًا مَّا :بہت تھوڑی ہے جو | تَذَكَّرُوْنَ :تم لوگ نصیحت پکڑتے ہو |



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ : اور کتنی ہی بستیاں ہیں
اَهْلَكْنٰهَا : ہم نے ہلاک کیا جن کو
فَجَآءَهَا : پھر آئی ان کے پاس
بَاْسُنَا : ہماری سختی
بَيَاتًا : رات ہوتے ہوئے
اَوْ هُمْ : یا اس حال میں کہ وہ لوگ
قَآئِلُوْنَ : دوپہر کو آرام کرنے والے تھے
فَمَا كَانَ : تو نہیں تھا
دَعْوٰىهُمْ : ان کا پکارنا
اِذْ : جب
جَآءَهُمْ : آئی ان کے پاس
بَاْسُنَآ : ہماری سختی
اِلَّآ اَنْ : سوائے اس کے کہ
قَالُوْٓا : وہ کہنے لگے
اِنَّا كُنَّا : بے شک ہم ہی تھے
ظٰلِمِيْنَ : ظلم کرنے والے
فَلَنَسْئَلَنَّ : تو ہم لازماً پوچھیں گے
الَّذِيْنَ : ان لوگوں سے
اُرْسِلَ : بھیجا گیا
اِلَيْهِمْ : جن کی طرف
وَلَنَسْئَلَنَّ : اور ہم لازماً پوچھیں گے
الْمُرْسَلِيْنَ : بھیجے ہوؤں سے
فَلَنَقُصَّنَّ : پھر ہم لازماً بیان کریں گے
عَلَيْهِمْ : ان پر
بِعِلْمٍ : کسی علم سے
وَّمَا كُنَّا : اور ہم نہیں ہیں
غَآئِبِيْنَ : غائب ہونے والے
وَالْوَزْنُ : اور تولنا
يَوْمَئِذِ : اس دن
الْحَقُّ : حق ہے
فَمَنْ : پس وہ
ثَقُلَتْ : بھاری ہوئے
مَوَازِيْنُهٗ : جن کے ترازو
فَاُولٰٓئِكَ : تو وہ لوگ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ : ہی فلاح پانے والے ہیں
وَمَنْ : اور وہ
خَفَّتْ : ہلکے ہوئے
مَوَازِيْنُهٗ : جن کے ترازو
فَاُولٰٓئِكَ : تو وہ لوگ
الَّذِيْنَ : وہ ہیں جنہوں نے
خَسِرُوْٓا : گھاٹے میں ڈالا
اَنْفُسَهُمْ : اپنے آپ کو
بِمَا : بسبب اس کے جو
كَانُوْا : وہ لوگ
بِاٰيٰتِنَا : ہماری نشانیوں پر
يَظْلِمُوْنَ : ظلم کرتے تھے
وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ : اور بے شک ہم نے اختیار دیا ہے تم کو
فِي الْاَرْضِ : زمین میں
وَجَعَلْنَا : اور ہم نے بنائے
لَكُمْ : تمہارے لیے
فِيْهَا : اس میں
مَعَايِشَ : زندگی کے ساز و سامان
قَلِيْلًا مَّا : بہت کم ہے جو
تَشْكُرُوْنَ : تم لوگ حق مانتے ہو

© rasailojaraid.com



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

**نوٹ ۱**: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ذمہ دار افسر ہو، تم سب سے اپنے اپنے زیر اثر ماتحتوں کے بارے میں پرسش ہوگی۔ بادشاہ سے رعایا کے بارے میں، مرد سے بیوی بچوں کے بارے میں، عورت سے شوہر کے بارے میں اور خادم سے اس کے آقا کے مال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (ابن کثیرؒ)

**نوٹ ۲**: ﴿وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ۚ﴾ میں اس طرف اشارہ ہے کہ لوگ اس سے دھوکا نہ کھائیں کہ انسان کے اعمال کا کوئی جسم یا حجم نہیں ہوتا تو پھر ان کا وزن کیسے ہوگا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس چیز کو ہم نہ تول سکیں اسے اللہ تعالیٰ بھی نہ تول سکے، کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے علاوہ آج کل تو وہ چیزیں بھی تولی جاتی ہیں جن کے تولنے کا آج سے پہلے کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ ہوا، ہوا میں نمی، برقی رو، سردی، گرمی وغیرہ تولی جاتی ہیں اور ان کا میٹر ہی ان کی ترازو ہے۔ پھر اس میں تعجب کی کیا بات ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اعمال کو تول کر ہمیں دکھا دے!

وزنِ اعمال کے ضمن میں دوسری الجھن یہ پیش آتی ہے کہ متعدد احادیث میں آیا ہے کہ محشر کی میزان میں سب سے بڑا وزن کلمہ طیبہ کا ہوگا۔ جس کے پاس یہ کلمہ ہوگا وہ سب پر بھاری رہے گا۔ اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ مؤمن کا پلڑا ہمیشہ بھاری رہے خواہ وہ کتنے بھی گناہ کرے۔ لیکن قرآن مجید کی آیات اور دوسری احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کی نیکیوں اور برائیوں کو تولا جائے گا۔ جس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ نجات پائے گا اور جس کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا اسے عذاب ہوگا۔

بعض علماء تفسیر نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ محشر میں وزن دو مرتبہ ہوگا۔ پہلے کفر و ایمان کا وزن جس کے ذریعہ مؤمن اور کافر کا امتیاز کیا جائے گا۔ اس وزن میں جس کے نامہ اعمال میں صرف کلمہ ایمان ہی ہے، اس کا پلڑا بھاری رہے گا اور وہ کافروں کے گروہ سے الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرا وزن نیک و بد اعمال کا ہوگا۔ اس میں کسی مسلمان کی نیکیاں اور کسی کی برائیاں بھاری ہوں گی اور اسی کے مطابق اس کو جزا و سزا ملے گی۔ اس طرح تمام آیات اور احادیث کا مضمون اپنی اپنی جگہ درست اور مربوط ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

**نوٹ ۳**: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن علماء کی روشنائی، جس سے انہوں نے علمِ دین اور احکامِ دین لکھے اور شہیدوں کے خون کو تولا جائے گا تو علماء کی روشنائی کا وزن شہیدوں کے خون کے وزن سے بڑھ جائے گا۔ (معارف القرآن)

## آیات ۱۱ تا ۱۸

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۭ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ ۙ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا
مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٨﴾

## ذ ء م

ذَاَمَ يَذْاَمُ (ف) ذَأْمًا : عیب لگانا۔

مَذْءُوْمٌ (اسم المفعول) : عیب لگایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت ۱۸۔

## د ح ر

دَحَرَ يَدْحَرُ (ف) دُحُوْرًا : کسی کو کہیں سے زبردستی نکالنا' ہانکنا' کھدیرنا۔ ﴿وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا﴾ (الصّٰفّٰت) ''اور ان پر پھینکے جاتے ہیں ہر طرف سے کھدیرتے ہوئے۔''

مَدْحُوْرٌ (اسم المفعول) : ہانکا ہوا' کھدیرا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت ۱۸

## ترکیب

(آیت ۱۲) ''اَلَّا'' دراصل ''اَنْ لَا'' ہے۔ اس میں شامل ''اَنْ'' نے ''تَسْجُدَ'' کو نصب دی ہے۔ (آیت ۱۳) ''فَاهْبِطْ مِنْهَا'' میں اور آگے ''فِيْهَا'' میں ''هَا'' کی ضمیریں جنت کے لیے ہیں' حالانکہ ان آیات میں جنت کا ذکر نہیں ہے' لیکن قرآن کے دوسرے مقامات کے مطالعہ سے قرآن کے قاری کے لیے یہ بات معروف ہو جاتی ہے کہ یہ واقعہ جنت کا ہے۔ اس لیے جنت کا ذکر کیے بغیر یہاں اس کے لیے ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ (آیت ۱۴) ''اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ'' میں ''يَوْمِ'' مضاف ہے اور جملہ فعلیہ ''يُبْعَثُوْنَ'' اس کا مضاف الیہ ہے۔ (دیکھیں المائدۃ:۱۱۹' ترکیب)۔ (آیت ۱۶' ۱۷) ''لَاَقْعُدَنَّ'' کا مفعول ''صِرَاطَكَ'' ہے۔ ''لَا تَجِدُ'' کا مفعولِ اوّل ''اَكْثَرَهُمْ'' ہے اور ''شٰكِرِيْنَ'' اس کا مفعول ثانی ہے۔ (آیت ۱۸) ''مَذْءُوْمًا'' اور ''مَدْحُوْرًا'' حال ہیں' اس لیے حالت نصب میں ہیں۔ ''لَمَنْ'' پر لام تاکید ہے اور ''مَنْ'' شرطیہ ہے۔ ''مِنْكُمْ'' میں ''كُمْ'' کی ضمیر ''مَنْ تَبِعَكَ'' کے لیے ہے۔

## ترجمہ:

| | |
|---|---|
| وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ : اور بے شک ہم نے پیدا کیا تم لوگوں کو | ثُمَّ : پھر |
| صَوَّرْنٰكُمْ : ہم نے شکل دی تمہیں | ثُمَّ : پھر |
| قُلْنَا : ہم نے کہا | لِلْمَلٰٓئِكَةِ : فرشتوں سے |
| اسْجُدُوْا : تم لوگ سجدہ کرو | لِاٰدَمَ : آدمؑ کے لیے |
| فَسَجَدُوْٓا : تو انہوں نے سجدہ کیا | اِلَّآ : سوائے |
| اِبْلِيْسَ : ابلیس کے | لَمْ يَكُنْ : وہ نہیں تھا |
| مِّنَ السّٰجِدِيْنَ : سجدہ کرنے والوں میں سے | قَالَ : (اللہ نے) کہا |



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَا : کس چیز نے
مَنَعَكَ : تجھے روکا
اَلَّا تَسْجُدَ : کہ تو سجدہ نہ کرے
اِذْ : جب ( کہ )
اَمَرْتُكَ : میں نے حکم دیا تجھ کو
قَالَ : ( ابلیس نے ) کہا
اَنَا : میں
خَيْرٌ : بہتر ہوں
مِّنْهُ : اس سے
خَلَقْتَنِيْ : تو نے پیدا کیا مجھ کو
مِنْ نَّارٍ : آگ سے
وَّخَلَقْتَهٗ : اور تو نے پیدا کیا اس کو
مِنْ طِيْنٍ : گارے سے
قَالَ : ( اللہ نے ) کہا
فَاهْبِطْ : پس تو نیچے اُتر
مِنْهَا : اس سے
فَمَا يَكُوْنُ : تو نہیں ہے
لَكَ : تیرے لیے
اَنْ : کہ
تَتَكَبَّرَ : تو بڑا بنے
فِيْهَا : اس میں
فَاخْرُجْ : پس تو نکل
اِنَّكَ : یقیناً تو
مِنَ الصّٰغِرِيْنَ : حقیر ہونے والوں میں سے ہے
قَالَ : ( ابلیس نے ) کہا
اَنْظِرْنِيْٓ : تو مہلت دے مجھے
اِلٰى يَوْمِ : اس دن تک ( جب )
يُبْعَثُوْنَ : یہ لوگ اٹھائے جائیں گے
قَالَ : ( اللہ نے ) کہا
اِنَّكَ : بے شک تو
مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ : مہلت دیے ہوئے میں سے ہے
قَالَ : ( ابلیس نے ) کہا
فَبِمَآ : پس بسبب اس چیز کے جس سے
اَغْوَيْتَنِيْ : تو نے گمراہ کیا مجھے
لَاَقْعُدَنَّ : میں لازماً بیٹھوں گا
لَهُمْ : ان کے لیے
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ : تیرے سیدھے راستے پر
ثُمَّ : پھر
لَاٰتِيَنَّهُمْ : میں لازماً آؤں گا ان کے پاس
مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ : ان کے سامنے سے
وَمِنْ خَلْفِهِمْ : اور ان کے پیچھے سے
وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ : اور ان کی داہنی جانبوں سے
وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ : اور ان کی بائیں جانبوں سے
وَلَا تَجِدُ : اور تو نہیں پائے گا
اَكْثَرَهُمْ : ان کے اکثر کو
شٰكِرِيْنَ : شکر ادا کرنے والا
قَالَ : ( اللہ نے ) کہا
اخْرُجْ : تو نکل
مِنْهَا : اس سے
مَذْءُوْمًا : عیب لگایا ہوا ہوتے ہوئے
مَّدْحُوْرًا : کھدیڑا ہوا ہوتے ہوئے
لَمَنْ : بے شک جس نے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

| | |
|---|---|
| تَبِعَكَ : پیروی کی تیری | مِنۡهُمۡ : ان میں سے |
| لَاَمۡلَئَنَّ : تو میں لازماً بھر دوں گا | جَهَنَّمَ : جہنم کو |
| مِنۡكُمۡ : تم لوگوں سے | اَجۡمَعِيۡنَ : سب کے سب سے |

**نوٹ ۱:** تخلیق انسانی کے جس آغاز کا ان آیات میں ذکر کیا گیا ہے اس کی تفصیل کو سمجھنا ہمارے لیے مشکل ہے۔ لیکن بہر حال یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرآن مجید انسانیت کے آغاز کی کیفیت ان نظریات کے خلاف بیان کرتا ہے جو موجودہ زمانے میں سائنس کے نام سے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان نظریات کی رو سے انسان ایک غیر انسانی حالت سے مختلف مدارج طے کرتا ہوا مرتبہ انسانیت تک پہنچا ہے۔ اس کے برعکس قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ انسانیت کا آغاز خالص انسانیت ہی سے ہوا ہے۔ اس کی تاریخ کسی غیر انسانی حالت سے قطعاً کوئی رشتہ نہیں رکھتی۔ وہ اول روز سے انسان ہی بنایا گیا ہے۔

انسانیت کی تاریخ کے یہ دو مختلف نقطہ نظر ہیں جن سے انسانیت کے دو بالکل مختلف تصور پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تصور میں انسان دراصل حیوان کی ہی ایک شاخ نظر آتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی انسان حیوانات کا سا طرزِ عمل اختیار کرتا ہے تو یہ بالکل فطری طرزِ عمل ہوگا۔ اس کے برعکس قرآنی تصور میں انسان کو جانور کے بجائے انسان کی حیثیت سے دیکھا جائے گا۔ اسے حیوانِ ناطق نہیں بلکہ اللہ کا خلیفہ سمجھا جائے گا۔ انسان کو دوسری مخلوقات سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ اس کا نُطق (بات کرنے کی صلاحیت) نہیں ہے بلکہ اس کی اخلاقی ذمہ داری اور اختیارات کی وہ امانت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے اور جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

اوپر مولانا مودودیؒ نے کہا ہے کہ دیگر مخلوقات سے انسان کو ممتاز کرنے والی چیز نُطق یعنی بات کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں۔ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے یہ بات ہمارے علم میں آتی ہے کہ کچھ دیگر مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ نے نطق کی صلاحیت عطا کی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی بات چیت کو یا تو ہم سن نہیں سکتے اور اگر سنتے ہیں تو سمجھ نہیں پاتے۔ مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو آتا دیکھ کر ایک چیونٹی نے چیونٹیوں سے کہا تھا کہ تم لوگ اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ حضرت سلیمانؑ نے نہ صرف اس بات کو سن لیا بلکہ سمجھ بھی لیا۔ اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ بھی قرآن مجید میں نقل کی گئی ہے۔ طلبہ کو چاہیے کہ وہ یہ دعا یاد کرلیں (النمل ۱۶ تا ۱۹)۔ اس کے آگے آیت ۲۲ میں ہدہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام سے بات کرنے کا بھی ذکر ہے۔

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ ہر نئے نظریے کو آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہیں، پھر دوسروں پر اپنی قابلیت کا رعب ڈالنے کے لیے اس کا چرچا کرتے رہتے ہیں۔ اساتذہ طلبہ سے اس کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ وہ بہت پڑھے لکھے ہیں۔ اکثر کے علم میں نہیں ہوتا یا ہم بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے جو سنی سنائی بات کو تحقیق کیے بغیر آگے بڑھا دے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ وہی ''سائنسی'' نظریات جب مغربی محققین کی سائنٹیفک کسوٹی پر غلط ثابت ہو جاتے ہیں تو اس کا چرچا نہیں ہوتا۔ ایسی تحقیقی باتوں کو عام کرنا مغربی میڈیا کی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ اگر چپ سادھ لیتے ہیں تو ان سے شکایت بے سود ہے۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ مسلمان اہل علم کی ذمہ داری ہے جس سے ہم کما حقہٗ عہدہ برآ نہیں ہو رہے ہیں۔ مغرب میں ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو دفن ہوئے برسوں گزر چکے ہیں‘ لیکن ہم لوگ اسے آج تک سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔

**نوٹ ۲**: ایسی حالت میں کہ جب اللہ تعالیٰ ابلیس پر غضب فرما رہا تھا‘ اس نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے قیامت تک مہلت دے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی۔ اس سے قبولیت دعا کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور حکمت کے تحت جس کی چاہتا ہے‘ دعا قبول کرتا ہے‘ خواہ وہ مؤمن ہو یا کافر۔ اس لیے کسی کی دعا کا قبول ہونا اس کے قربِ الٰہی کی سند نہیں ہے۔

## آیات ۱۹ تا ۲۵

وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ
مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰
وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۱ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا
سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ
تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۲ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ
وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳ قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ
وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝۲۴ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا
تُخْرَجُوْنَ ۝۲۵ ع

### و س و س

وَسْوَسَ يُوَسْوِسُ (رباعی) وَسْوَسَةً: کسی کے ذہن میں برا خیال ڈالنا‘ زیر مطالعہ آیت ۲۰۔

وَسْوَاسٌ (اسم ذات): برا خیال۔ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴﴾ (الناس) ”پیچھے ہٹنے والے برے خیال کی برائی سے۔“

### ن ص ح

نَصَحَ يَنْصَحُ (ف) نُصْحًا: کوئی ایسی بات یا کام کرنا جس میں دوسرے کی بھلائی ہو اور اپنی کوئی غرض نہ ہو۔ (۱) خیر خواہی کرنا۔ (۲) خاص ہونا‘ صاف ہونا۔ ﴿لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ (الاعراف: ۷۹) ”بے شک میں پہنچا چکا ہوں اپنے رب کے پیغام کو اور میں نے خیر خواہی کی ہے تمہارے لیے۔“ ﴿وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ﴾ (التوبۃ: ۹۱) ”اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے اس کو جو وہ خرچ کریں‘ کوئی حرج نہیں ہے جب وہ لوگ دل سے صاف ہوئے اللہ کے لیے اور اُس کے رسول کے لیے۔“



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نُصْحٌ (اسم ذات بھی ہے) : بے لوث خیر خواہی۔ ﴿وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِيْ﴾ (ھود:٣٤) ''اور تم کو نفع نہیں دے گی میری بے لوث خیر خواہی۔''

نَاصِحٌ (اسم الفاعل) : خیر خواہی کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت ٢١۔

نَصُوْحٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ) : بے انتہا خالص۔ ﴿تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾ (التحریم:٨) ''تم لوگ توبہ کرو اللہ سے بے انتہا خالص توبہ۔''

## ط ف ق

طَفِقَ يَطْفَقُ (س) طَفْقًا : کسی کام کو شروع کرنے یا کرنے لگنے کا مفہوم دیتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت ٢٢

## خ ص ف

خَصَفَ يَخْصِفُ (ض) خَصْفًا : سینا' ٹانکنا' چپکانا۔ زیر مطالعہ آیت ٢٢۔

## ترکیب:

(آیت ١٩) ''فَتَكُوْنَا'' کا فا سببیہ ہے' اس لیے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ (آیت ٢٠) ''وُرِيَ'' مادہ ''وری'' سے باب مفاعلہ کا ماضی مجہول ''وُوْرِيَ'' ہے جس کو ''وُرِيَ'' لکھتے ہیں۔ (آیت ٢٢' ٢٣) ''لَمْ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''اَقُلْ'' مجزوم ہے۔ اسی طرح ''لَمْ'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''تَرْحَمْنَا'' مجزوم ہے۔

## ترجمہ:

وَيٰٓاٰدَمُ : اور اے آدمؑ
اسْكُنْ : سکونت اختیار کرو
اَنْتَ : تم
وَزَوْجُكَ : اور تمہاری بیوی
الْجَنَّةَ : اس باغ میں
فَكُلَا : پھر تم دونوں کھاؤ
مِنْ حَيْثُ : جہاں سے
شِئْتُمَا : تم دونوں چاہو
وَلَا تَقْرَبَا : اور تم دونوں قریب مت جانا
هٰذِهِ الشَّجَرَةَ : اس درخت کے
فَتَكُوْنَا : ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ : ظلم کرنے والوں سے
فَوَسْوَسَ : پھر برا خیال ڈالا
لَهُمَا : ان کے لیے
الشَّيْطٰنُ : شیطان نے
لِيُبْدِيَ : تاکہ وہ ظاہر کرے
لَهُمَا : ان کے لیے
مَا : اس کو جو
وُرِيَ : چھپایا گیا
عَنْهُمَا : ان دونوں سے
مِنْ سَوْاٰتِهِمَا : ان کے ستروں میں سے
وَقَالَ : اور اُس نے کہا
مَا نَهٰكُمَا : تم دونوں کو نہیں روکا
رَبُّكُمَا : تمہارے رب نے
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ : اس درخت سے
اِلَّآ : مگر (اس لیے)
اَنْ : کہ (کہیں)
تَكُوْنَا : تم دونوں ہو جاؤ



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مَلَكَيْنِ : فرشتے
تَكُوْنَا : تم دونوں ہو جاؤ
وَقَاسَمَهُمَآ : اور اُس نے دونوں کو قسم دی
لَكُمَا : تم دونوں کے لیے

فَدَلّٰىهُمَا : تو اس نے پھسلا دیا دونوں کو
فَلَمَّا : پھر جب
الشَّجَرَةَ : اس درخت کو
لَهُمَا : ان کے لیے
وَطَفِقَا : اور وہ دونوں لگے
عَلَيْهِمَا : اپنے اوپر
وَنَادٰىهُمَا : اور پکارا ان دونوں کو
اَلَمْ اَنْهَكُمَا : کیا میں نے روکا نہیں تھا تم دونوں کو

وَاَقُلْ : اور میں نے کہا نہیں تھا
اِنَّ : کہ
لَكُمَا : تم دونوں کا
قَالَا : ان دونوں نے کہا
ظَلَمْنَآ : ہم نے ظلم کیا
وَاِنْ : اور اگر
لَنَا : ہم کو
لَنَكُوْنَنَّ : تو ہم لازماً ہو جائیں گے
قَالَ : (اللہ نے) کہا
بَعْضُكُمْ : تم میں کا کوئی
عَدُوٌّ : دشمن ہے
فِي الْاَرْضِ : زمین میں
وَّمَتَاعٌ : اور برتنے کا کچھ سامان ہے
قَالَ : (اللہ نے) کہا

اَوْ : یا
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ : ہمیشہ رہنے والوں میں سے
اِنِّيْ : بے شک میں
لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ : یقیناً خیر خواہی کرنے والوں میں سے ہوں

بِغُرُوْرٍ : فریبوں سے
ذَاقَا : دونوں نے چکھا
بَدَتْ : تو ظاہر ہو گئے
سَوْاٰتُهُمَا : ان کے ستر
يَخْصِفٰنِ : چپکانے
مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ : باغ کے پتوں میں سے
رَبُّهُمَآ : ان کے رب نے
عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ : اس درخت سے

لَّكُمَآ : تم دونوں سے
الشَّيْطٰنَ : شیطان
عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ : ایک کھلا دشمن ہے
رَبَّنَا : اے ہمارے ربّ
اَنْفُسَنَا : اپنی جانوں پر
لَّمْ تَغْفِرْ : تو نے معاف نہ کیا
وَتَرْحَمْنَا : اور تو نے رحم نہ کیا ہم پر
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ : گھاٹا پانے والوں میں سے
اهْبِطُوْا : تم لوگ نیچے اُترو
لِبَعْضٍ : کسی کے لیے
وَلَكُمْ : اور تمہارے لیے
مُسْتَقَرٌّ : ایک ٹھکانہ ہے
اِلٰى حِيْنٍ : کچھ عرصہ تک
فِيْهَا : اس میں



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تَحْيَوْنَ : تم لوگ زندہ رہو گے — وَفِيْهَا : اور اس میں

تَمُوْتُوْنَ : تم لوگ مرو گے — وَمِنْهَا : اور اس میں سے

تُخْرَجُوْنَ : تم لوگ نکالے جاؤ گے

**نوٹ ۱**: گزشتہ چند آیات میں حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا جو واقعہ ذکر کیا گیا ہے' اس کے مطالعہ سے چند اہم حقائق واضح طور پر سامنے آتے ہیں:

(۱) انسان کے اندر شرم وحیا کا ایک فطری جذبہ ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ یہ شرم انسان کے اندر تہذیب کے ارتقاء سے پیدا نہیں ہوئی ہے' جیسا کہ بعض مغربی مفکرین نے قیاس کیا ہے' بلکہ درحقیقت یہ وہ فطری چیز ہے جو اول روز سے انسان میں موجود تھی۔

(۲) شیطان اپنی بڑائی کا خود مدعی تھا جبکہ انسان نے اپنی بڑائی کا خود دعویٰ نہیں کیا بلکہ بڑائی اسے دی گئی ہے۔ (یعنی جو انسان خود اپنی بڑائی کا دعویٰ کرے وہ دراصل شیطان کا شاگرد ہے' کیونکہ یہ انسانی نہیں بلکہ شیطانی عمل ہے۔ مرتب)

(۳) شیطان نے خالص غرور اور تکبر کی بنا پر اللہ کی نافرمانی کی' جبکہ انسان نے نافرمانی کو خود اختیار نہیں کیا بلکہ شیطان کے بہکانے سے وہ اس میں مبتلا ہوا۔

(۴) انسان نے شر کی کھلی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ داعیٔ شر کو داعیٔ خیر بن کر اس کے سامنے آنا پڑا۔ وہ پستی کی طرف پستی کی طلب میں نہیں گیا بلکہ اس دھوکے میں گیا کہ یہ راستہ اسے بلندی کی طرف لے جائے گا۔

(۵) عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ شیطان نے پہلے بی بی حوا کو دامِ فریب میں گرفتار کیا' پھر انہیں حضرت آدمؑ کو ورغلانے کا آلۂ کار بنایا' قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ شیطان نے دونوں کو دھوکہ دیا اور دونوں اس سے دھوکہ کھا گئے۔

(۶) شیطان اپنے قصور کا اعتراف کرنے کے بجائے نافرمانی پر اور زیادہ جم گیا' جبکہ انسان نے اپنے قصور کا اعتراف کیا' اس پر نادم ہوا اور معافی مانگی اور اسے معاف کر دیا گیا۔

(۷) اس لیے جو انسانی راہ مطلوب و محمود ہے اسے شیطانی راہ سے بالکل الگ کر کے واضح کر دیا گیا۔ اب یہ ہر انسان کی اپنی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لیے انسانی راہ کو منتخب کرتا ہے یا شیطانی راہ اختیار کرتا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

**نوٹ ۲**: جنت سے نیچے اترنے کا خطاب حضرت آدمؑ' بی بی حوا اور ابلیس سے تھا (اس لیے یہاں تثنیہ کے بجائے جمع کا صیغہ آیا ہے۔ مرتب) مفسرین نے ان مقامات کا بھی ذکر کیا ہے جہاں ان میں سے ہر ایک پھینکا گیا تھا' لیکن یہ ساری خبریں اسرائیلیات سے لی گئی ہیں۔ ان کی صحت سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ اگر ان مقامات کے تعین میں کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضرور ذکر فرماتا یا حدیث میں کہیں مذکور ہوتا۔ (ابن کثیر)



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

# آیات ۲۶ تا ۳۰

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیْرٌ ؕ
ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ
مِّنَ الْجَنَّۃِ یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا لِیُرِیَھُمَا سَوْاٰتِھِمَا ؕ اِنَّہٗ یَرٰىکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا
تَرَوْنَھُمْ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً قَالُوْا
وَجَدْنَا عَلَیْھَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰہُ اَمَرَنَا بِھَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ
مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْھَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْہُ
مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۬ؕ کَمَا بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿ؕ۲۹﴾ فَرِیْقًا ھَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْھِمُ الضَّلٰلَۃُ ؕ
اِنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ مُّھْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

## ر ی ش

رَاشَ یَرِیْشُ (ض) رِیْشًا : کسی کے حال کی اصلاح کرنا۔

رِیْشٌ (اسم جنس) : واحد رِیْشَۃٌ جمع رِیَاشٌ۔ پرندوں کے پر۔ آرائش وزیبائش کی کوئی بھی چیز۔ زیر مطالعہ آیت ۲۶۔

## ب د ء

بَدَاَ یَبْدَاُ (ف) بَدْاً : کسی کام کی ابتدا کرنا' پہل کرنا۔ زیر مطالعہ آیت ۲۹۔

اَبْدَاَ (افعال) اِبْدَاءً : ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ابتدا کرنا۔ ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰہُ الْخَلْقَ﴾ (العنکبوت:۱۹) ''تو کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ اللہ کیسے ابتدا کرتا ہے تخلیق کی۔''

## ترکیب:

(آیت ۲۶) ''لِبَاسًا'' نکرہ مخصوصہ ہے۔ ''یُوَارِیْ'' اس کی خصوصیت ہے اور ''رِیْشًا'' حال ہے۔
(آیت ۲۷) ''یَنْزِعُ عَنْھُمَا لِبَاسَھُمَا'' پر پورا جملہ ''اَخْرَجَ'' کا حال ہے۔ ''اِنَّہٗ'' کی ضمیر شیطان کے لیے بھی مانی جا سکتی ہے اور اسے ضمیر الشان بھی مانا جا سکتا ہے۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اسے ضمیر الشان مانا جائے۔
(آیت ۲۹) ''مَسْجِدٍ'' ظرفِ مکان اور ظرفِ زمان' دونوں معنی دیتا ہے۔ ہم ظرفِ زمان سے ترجمہ کریں گے۔ اسم الفاعل ''مُخْلِصِیْنَ'' حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس نے فاعل کا کام کیا ہے اور ''الدِّیْنَ'' کو نصب دی ہے۔ (آیت ۳۰) پہلا ''فَرِیْقًا'' مفعول ہے ''ھَدٰی'' کا۔ دوسرا ''فَرِیْقًا'' بھی مفعول ہے اور اس کا فعل ''اَضَلَّ'' محذوف ہے۔ ''وَیَحْسَبُوْنَ'' کا واو حالیہ ہے۔

## ترجمہ:

| | |
|---|---|
| یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ : اے آدمؑ کے بیٹو | قَدْ اَنْزَلْنَا : ہم نے اتارا ہے |



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَلَيْكُمْ : تم لوگوں پر
يُّوَارِيْ : چھپاتا ہے
وَرِيْشًا : اور زیبائش ہوتے ہوئے
ذٰلِكَ : وہ (تو)
ذٰلِكَ : یہ
لَعَلَّهُمْ : شاید وہ لوگ
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ : اے آدمؑ کے بیٹو
الشَّيْطٰنُ : شیطان
اَخْرَجَ : اس نے نکالا
مِّنَ الْجَنَّةِ : جنت سے
عَنْهُمَا : ان دونوں سے
لِيُرِيَهُمَا : تاکہ وہ دکھائے دونوں کو
اِنَّهٗ : حقیقت یہ ہے کہ
هُوَ : وہ
مِنْ حَيْثُ : وہاں سے جہاں
اِنَّا : بے شک
الشَّيٰطِيْنَ : شیطانوں کو
لِلَّذِيْنَ : ان کے لیے جو
وَاِذَا : اور جب کبھی
فَاحِشَةً : کوئی بے حیائی
وَجَدْنَا : ہم نے پایا
اٰبَآءَنَا : اپنے اجداد کو
اَمَرَنَا : حکم دیا ہم کو
قُلْ : آپؐ کہہ دیجیے
لَا يَاْمُرُ : حکم نہیں دیتا
اَ : کیا
عَلَى اللّٰهِ : اللہ پر
لَا تَعْلَمُوْنَ : تم لوگ نہیں جانتے

لِبَاسًا : ایک ایسا لباس جو
سَوْاٰتِكُمْ : تمہارے ستروں کو
وَلِبَاسُ التَّقْوٰى : اور تقویٰ کا لباس!
خَيْرٌ : سب سے بہتر ہے
مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ : اللہ کی نشانیوں میں سے ہے
يَذَّكَّرُوْنَ : نصیحت پکڑیں
لَا يَفْتِنَنَّكُمْ : ہرگز لغزش نہ دے تم کو
كَمَآ : جیسے کہ
اَبَوَيْكُمْ : تمہارے والدین کو
يَنْزِعُ : اس حال میں کہ اس نے کھینچ اتارا
لِبَاسَهُمَا : دونوں کا لباس
سَوْاٰتِهِمَا : ان کے ستروں کے حصے
يَرٰىكُمْ : دیکھتا ہے تم لوگوں کو
وَقَبِيْلُهٗ : اور اس کا قبیلہ
لَا تَرَوْنَهُمْ : تم نہیں دیکھتے ان کو
جَعَلْنَا : ہم نے بنایا
اَوْلِيَآءَ : دوست
لَا يُؤْمِنُوْنَ : ایمان نہیں لاتے
فَعَلُوْا : وہ لوگ کرتے ہیں
قَالُوْا : تو کہتے ہیں
عَلَيْهَآ : اس پر
وَاللّٰهُ : اور اللہ نے
بِهَا : اس کا
اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ
بِالْفَحْشَآءِ : بے حیائیوں کا
تَقُوْلُوْنَ : تم لوگ کہتے ہو
مَا : وہ جو
قُلْ : آپؐ کہیے

© rasailojaraid.com



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَمَرَ : حکم دیا
رَبِّیْ : میرے رب نے
بِالْقِسْطِ : انصاف کا
وَ : اور (یہ کہ)
اَقِیْمُوْا : تم لوگ سیدھا رکھو
وُجُوْھَکُمْ : اپنے چہروں کو
عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ : ہر سجدہ کرنے کے وقت پر
وَّادْعُوْہُ : اور پکارو اُس کو
مُخْلِصِیْنَ : خالص کرنے والا ہوتے ہوئے
لَہٗ : اُس کے لیے
الدِّیْنَ : کُل دین کو
کَمَا : جیسے
بَدَاَکُمْ : اس نے ابتدا کی تمہاری
تَعُوْدُوْنَ : (ویسے ہی) تم لوگ لوٹو گے
فَرِیْقًا : ایک فریق کو
ھَدٰی : اس نے ہدایت دی
وَفَرِیْقًا : اور ایک فریق کو (اس نے گمراہی دی)
حَقَّ : (کیونکہ) ثابت ہوئی
عَلَیْھِمُ : ان پر
الضَّلٰلَۃُ : گمراہی
اِنَّھُمُ : بے شک انہوں نے
اتَّخَذُوا : بنایا
الشَّیٰطِیْنَ : شیطانوں کو
اَوْلِیَآءَ : دوست
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ : اللہ کے علاوہ
وَ : اس حال میں کہ
یَحْسَبُوْنَ : سمجھتے ہوئے
اَنَّھُمْ : کہ وہ
مُّھْتَدُوْنَ : ہدایت یافتہ ہیں

## آیات ۳۱ تا ۳۴

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ
اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴

### ترکیب:

(آیت ۳۲) ’’زِیْنَۃَ اللّٰہِ‘‘ اور ’’اَلطَّیِّبٰتِ‘‘ دونوں ’’حَرَّمَ‘‘ کے مفعول ہیں‘ اس لیے دونوں حالت نصب میں ہیں۔ ’’خَالِصَۃً‘‘ حال ہے۔ ’’یَوْمَ‘‘ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ ’’لِقَوْمٍ‘‘ نکرہ مخصوصہ ہے۔ (آیت ۳۳) ’’اَلْفَوَاحِشَ‘ اَلْاِثْمَ‘‘ اور ’’اَلْبَغْیَ‘‘ یہ سب ’’حَرَّمَ‘‘ کے مفعول ہیں‘ جبکہ ’’اَنْ تُشْرِکُوْا‘‘ اور ’’اَنْ تَقُوْلُوْا‘‘ سے پہلے ’’حَرَّمَ‘‘ محذوف ہے۔ ’’سَاعَۃً‘‘ تمیز ہے۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

## ترجمہ:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ :اے آدمؑ کے بیٹو
زِيْنَتَكُمْ :اپنی زینت کو
وَّكُلُوْا :اور کھاؤ
وَلَا تُسْرِفُوْا :اور حد سے تجاوز مت کرو
لَا يُحِبُّ :پسند نہیں کرتا
قُلْ :آپؐ کہیے
حَرَّمَ :حرام کیا
اَخْرَجَ :اُس نے نکالی
وَالطَّيِّبٰتِ :اور پاکیزہ چیزوں کو
قُلْ :آپؐ کہہ دیجیے
لِلَّذِيْنَ :ان لوگوں کے لیے ہے جو
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا :دنیوی زندگی میں
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ :قیامت کے دن
نُفَصِّلُ :ہم کھول کھول کر بتاتے ہیں
لِقَوْمٍ :ایسے لوگوں کے لیے جو
قُلْ :آپؐ کہہ دیجیے
حَرَّمَ :حرام کیا
الْفَوَاحِشَ :بے حیائیوں کو
مِنْهَا :اس سے
وَالْاِثْمَ :اور گناہ کو
بِغَيْرِ الْحَقِّ :حق کے بغیر
تُشْرِكُوْا :تم لوگ شریک کرو
مَا :اس کو
بِهٖ :جس کی
وَّاَنْ :اور (اس نے حرام کیا) کہ
عَلَى اللّٰهِ :اللہ پر
لَا تَعْلَمُوْنَ :تم لوگ علم نہیں رکھتے
اَجَلٌ :ایک وقت ہے

خُذُوْا :تم لوگ پکڑو
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ :ہر سجدہ کرنے کے وقت پر
وَاشْرَبُوْا :اور پیو
اِنَّهٗ :بے شک وہ
الْمُسْرِفِيْنَ :حد سے تجاوز کرنے والوں کو
مَنْ :کس نے
زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ :اللہ کی اس زینت کو جو
لِعِبَادِهٖ :اپنے بندوں کے لیے
مِنَ الرِّزْقِ :رزق میں سے
هِيَ :یہ
اٰمَنُوْا :ایمان لائے
خَالِصَةً :(لیکن) خالص ہوتے ہوئے
كَذٰلِكَ :اس طرح
الْاٰيٰتِ :آیتوں کو
يَّعْلَمُوْنَ :علم رکھتے ہیں
اِنَّمَا :کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
رَبِّيَ :میرے رب نے
مَا ظَهَرَ :جو نمایاں ہوا
وَمَا بَطَنَ :اور جو پوشیدہ رہا
وَالْبَغْيَ :اور زیادتی کرنے کو
وَاَنْ :اور (اس نے حرام کیا) کہ
بِاللّٰهِ :اللہ کے ساتھ
لَمْ يُنَزِّلْ :اس نے اتاری نہیں
سُلْطٰنًا :کوئی سند
تَقُوْلُوْا :تم لوگ کہو
مَا :وہ جس کا
وَلِكُلِّ اُمَّةٍ :اور ہر ایک امت کے لیے
فَاِذَا :پھر جب


© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جَآءَ : آجائے　　　　اَجَلُهُمْ : ان کا وقت

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ : تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے　　　　سَاعَةً : ایک گھڑی (یعنی لمحہ بھر بھی)

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ : اور نہ ہی آگے ہوں گے

**نوٹ ۱**: ایک عقیدہ یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کا استعمال قربِ الٰہی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اس لیے کوئی جوگی بنتا ہے' کوئی رہبانیت اختیار کرتا ہے اور کچھ صوفی بھی ان کی نقل کرتے ہیں۔ لیکن اسلام اس سے منع کرتا ہے' کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے لیے ہی پیدا کی ہیں۔ اصول یہ ہے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب حلال ہیں' جب تک کسی چیز کا حرام ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اصلاً تو یہ چیزیں اہلِ ایمان کے لیے ہی پیدا کی گئی ہیں' لیکن اس دنیا میں کافروں کو بھی ان سے استفادہ کرنے کی اجازت ہے' کیونکہ یہ دنیا دارالجزاء نہیں ہے بلکہ دارالامتحان ہے۔ البتہ قیامت میں یہ چیزیں صرف اہلِ ایمان کے لیے ہوں گی۔

جہاں اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو دلیل شرعی کے بغیر اپنے اوپر حرام کرنا منع ہے' وہیں ان کے استعمال میں حد سے تجاوز کرنا بھی منع ہے۔ اسراف کا مطلب ہے کسی جائز ضرورت پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔ مثلاً کھانے میں متعدد ڈشوں کا اور سویٹ ڈش میں ایک سے زائد ڈشوں کا اہتمام کرنا' یا بھوک سے زیادہ کھانا یا بھوک کے بغیر کھانا' جیسے in between the meals بسکٹوں یا اسنیکس کا اہتمام کرنا وغیرہ۔ اسی طرح کپڑے' جوتے اور رہائش کی دوسری ضروریات پر ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

**نوٹ ۲**: اثم وہ خطائیں ہیں جو فاعل کی اپنی ذات سے متعلق ہیں اور بغی وہ زیادتی ہے جو دوسروں کے ساتھ کی جائے (ابن کثیر)۔ بغی میں حق کے بغیر کا مفہوم از خود شامل ہے' کیونکہ زیادتی کہتے ہی اس کو ہیں جو حق کے بغیر ہو۔ آیت میں بِغَيْرِ الْحَقِّ کا اضافہ تاکید کے لیے کیا گیا ہے۔ جیسے اردو لفظ ''دیکھنا'' میں آنکھوں سے دیکھنے کا مفہوم از خود شامل ہے' لیکن جب تاکید مقصود ہوتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

**نوٹ ۳**: یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ افراد اور اقوام کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے ''اجل'' کے پیمانے الگ الگ رکھے ہیں۔ افراد کے پیمانے تو سالوں' مہینوں' دنوں' گھنٹوں اور منٹوں کے حساب سے پورے ہوتے ہیں۔ جب وہ پورے ہو جاتے ہیں تو فرد ختم ہو جاتا ہے' جبکہ قوموں کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ ان کا حساب ان کے اخلاقی زوال سے ہوتا ہے۔ اخلاقی زوال کی ایک خاص حد ہے۔ کوئی قوم جب گرتے گرتے اس حد کو پہنچ جاتی ہے تو اس کا سفینہ غرق ہو جاتا ہے۔ جس طرح افراد کی موت کا وقت اللہ کے سوا کسی کو نہیں معلوم' اسی طرح قوموں کے فنا ہونے کے وقت کا علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

البتہ کسی فرد کے بالوں کی سفیدی' اعضاء کی کمزوری' چہرے کی جھریاں وغیرہ ایسی علامات ہیں جن کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اس فرد کا وقت اب قریب آ لگا ہے۔ اسی طرح قوموں کی اخلاقی گراوٹ کی کچھ علامات ہیں جنہیں دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اس قوم کے دن اب گنے جا چکے ہیں۔ ایسی علامات کے ظہور کی ابتداء عموماً اس



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقت ہوتی ہے جب وہ قوم فوجی ساز وسامان اور طاقت کے اس درجہ پر پہنچ جاتی ہے جہاں اس دنیا میں اس کا کوئی مدمقابل باقی نہیں رہتا اور اسے نظر آتا ہے کہ اب وہ جو چاہے کرے‘ اس کا ہاتھ پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ (سورۃ العلق‘ آیات ۶‘ ۷)۔ پھر طاقت کے نشے میں اسے ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے۔ ’’مجنوں نظر آتی ہے‘ لیلیٰ نظر آتا ہے‘‘۔ پھر وہ ایسی اخلاقی اقدار کو اپنے پاؤں تلے روندنا شروع کرتی ہے جن کی کبھی وہ خود علمبردار تھی۔ پھر وہ صرف دھاندلی نہیں کرتی بلکہ پوری ڈھٹائی اور بے حیائی سے کرتی ہے اور اسے اپنا حق سمجھتی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی یہ پستی اس کے سفینے میں سوراخ کرتی رہتی ہے اور وہ قوم اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھودتی رہتی ہے۔ مثلاً موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرعون کے دربار میں مطالبہ کیا تھا کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دو اور ان کو عذاب دینے کا سلسلہ ختم کر دو۔ (سورۂ طٰہٰ‘ آیت ۴۷)۔ اس وجہ سے فرعون نے ان پر جادوگر ہونے‘ آج کل کی اصطلاح میں دہشت گرد ہونے کا الزام لگایا اور اپنی قوم کو بتایا کہ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ تم لوگوں کو تمہاری زمین سے نکال دیں اور تمہاری بے مثال تہذیب و تمدن کا ستیاناس کر دیں۔ (سورۂ طٰہٰ‘ آیت ۶۳) حالانکہ موسیٰ علیہ السلام اس سرزمین سے بنی اسرائیل کو نکال کر لے جانا چاہتے تھے اور اس کے بعد فرعونیوں کی تہذیب سے ان کا کوئی واسطہ نہ رہتا۔ اس طرح معمولی سمجھ بوجھ کا ہر آدمی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ فرعون کا الزام کتنا بے بنیاد اور کیسی دھاندلی پر مبنی تھا۔ لیکن طاقت کے نشہ کا یہ عالم تھا کہ قوم نے اس الزام کو درست تسلیم کیا۔ اخلاقی گراوٹ کی یہ وہ حد ہے جسے عبور کرنے کے بعد وہ قوم اس زمین پر ایک قوم کی حیثیت سے رہنے کے حق سے محروم ہو گئی اور انہوں نے اپنی بے مثال تہذیب کو اپنے ہاتھوں سے ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ!

## آیات ۳۵ تا ۳۹

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۵ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۶ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۳۷ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ڛ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۹ۧ

**ترکیب:**

(آیت ۳۵) ’’اِمَّا‘‘ دراصل ’’اِنْ مَا‘‘ ہے۔ اس میں ’’اِنْ‘‘ شرطیہ ہے اور ’’مَا‘‘ تاکید کا ہے۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(البقرۃ:۳۸ ترکیب) ''یَقُصُّوْنَ'' حال ہے ''رُسُلٌ'' کا۔ ''اِمَّا'' کا جوابِ شرط ''فَمَنِ اتَّقٰی'' ہے اور یہ خود بھی شرط ہے' اس کا جوابِ شرط ''فَلَا خَوْفٌ'' ہے۔ (آیت ۳۷) ''رُسُلُنَا'' میں ''رُسُلٌ'' عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس لیے اس کے لیے مؤنث کا صیغہ ''جَاءَتْ'' اور مذکر کا صیغہ ''یَتَوَفَّوْنَ'' دونوں جائز ہیں۔ ''اُمَمٍ'' نکرہ مخصوصہ ہے۔ ان آیات میں شرط اور جوابِ شرط کی وجہ سے افعال ماضی کا ترجمہ حال یا مستقبل میں کیا جائے گا۔

## ترجمہ:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ : اے آدمؑ کے بیٹو
اِمَّا : اگر کبھی
یَاْتِیَنَّکُمْ : تمہارے پاس آئیں
رُسُلٌ : کچھ رسول
مِّنْکُمْ : تم میں سے
یَقُصُّوْنَ : بیان کرتے ہوئے
عَلَیْکُمْ : تم پر
اٰیٰتِیْ : میری آیات کو
فَمَنِ : تو جو
اتَّقٰی : تقویٰ کرے گا
وَاَصْلَحَ : اور اصلاح کرے گا (اپنی)
فَلَا خَوْفٌ : تو کوئی خوف نہیں ہوگا
عَلَیْهِمْ : ان پر
وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ : اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے
وَالَّذِیْنَ : اور جنہوں نے
کَذَّبُوْا : جھٹلایا
بِاٰیٰتِنَا : ہماری آیات کو
وَاسْتَکْبَرُوْا : اور استکبار کیا
عَنْهَآ : ان سے
اُولٰٓئِکَ : وہ لوگ
اَصْحٰبُ النَّارِ : آگ والے ہیں
هُمْ : وہ لوگ
فِیْهَا : اس میں
خٰلِدُوْنَ : ہمیشہ رہنے والے ہیں
فَمَنْ : تو کون
اَظْلَمُ : زیادہ ظالم ہے
مِمَّنِ : اس سے جس نے
افْتَرٰی : گھڑا
عَلَی اللّٰهِ : اللہ پر
کَذِبًا : ایک جھوٹ
اَوْ : یا
کَذَّبَ : جھٹلایا
بِاٰیٰتِهٖ : اس کی آیات کو
اُولٰٓئِکَ : وہ لوگ ہیں
یَنَالُهُمْ : پہنچے گا جن کو
نَصِیْبُهُمْ : ان کا حصہ
مِّنَ الْکِتٰبِ : لکھے میں سے
حَتّٰٓی : یہاں تک کہ
اِذَا : جب
جَآءَتْهُمْ : آئیں گے ان کے پاس
رُسُلُنَا : ہمارے پیغامبر (فرشتے)
یَتَوَفَّوْنَهُمْ : ان کو پورا پورا لیتے ہوئے (یعنی روح قبض کرتے ہوئے)

© rasailojaraid.com



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قَالُوْٓا : تو وہ کہیں گے
مَا : وہ جس کو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ : اللہ کے علاوہ
ضَلُّوْا : وہ گم ہو گئے
وَشَهِدُوْا : اور گواہی دیں گے
اَنَّهُمْ : کہ وہ لوگ
كٰفِرِيْنَ : کفر کرنے والے
ادْخُلُوْا : تم لوگ داخل ہو جاؤ
قَدْ خَلَتْ : جو گزر چکی ہے
مِّنَ الْجِنِّ : جنوں میں سے
فِي النَّارِ : آگ میں
دَخَلَتْ : داخل ہوتی ہے
لَّعَنَتْ : تو لعنت کرتی ہے
حَتّٰٓى : یہاں تک کہ
ادَّارَكُوْا : وہ لوگ آ ملیں گے
جَمِيْعًا : سب کے سب
اُخْرٰىهُمْ : ان کی دوسری
رَبَّنَا : اے ہمارے رب
اَضَلُّوْنَا : جنہوں نے گمراہ کیا ہم کو
عَذَابًا ضِعْفًا : دوگنا عذاب
قَالَ : وہ (یعنی اللہ) کہے گا
ضِعْفٌ : دوگنا ہے
لَّا تَعْلَمُوْنَ : تم لوگ جانتے نہیں
اُوْلٰىهُمْ : ان کی پہلی
فَمَا كَانَ : پس نہیں تھی
عَلَيْنَا : ہم پر
فَذُوْقُوْا : تو چکھو
بِمَا : بسبب اس کے جو

اَيْنَ : کہاں ہے
كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ : تم لوگ پکارا کرتے تھے
قَالُوْا : تو وہ لوگ کہیں گے
عَنَّا : ہم سے
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ : اپنے نفس کے خلاف
كَانُوْا : تھے
قَالَ : وہ (یعنی اللہ) کہے گا
فِيْٓ اُمَمٍ : ایک ایسی امت میں جو
مِنْ قَبْلِكُمْ : تم لوگوں سے پہلے
وَالْاِنْسِ : اور انسانوں میں سے
كُلَّمَا : جب کبھی
اُمَّةٌ : کوئی امت
اُخْتَهَا : اپنی بہن (یعنی دوسری امت) کو
اِذَا : جب
فِيْهَا : اس میں
قَالَتْ : تو کہے گی
لِاُوْلٰىهُمْ : اپنی پہلی کے لیے
هٰٓؤُلَاۗءِ : یہ ہیں
فَاٰتِهِمْ : پس تو دے ان کو
مِّنَ النَّارِ : آگ سے
لِكُلٍّ : ہر ایک کے لیے
وَّلٰكِنْ : اور لیکن
وَقَالَتْ : اور کہے گی
لِاُخْرٰىهُمْ : اپنی دوسری سے
لَكُمْ : تمہارے لیے
مِنْ فَضْلٍ : کسی قسم کی کوئی فضیلت
الْعَذَابَ : عذاب کو
كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ : تم لوگ کمائی کرتے تھے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

**نوٹ ۱**: آیت ۳۷ میں آیا ہے کہ نافرمان لوگوں کو اَلْکِتٰب میں سے ان کا حصہ پہنچے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیوی زندگی کے لیے ان کی تقدیر میں جو مہلت عمر اور رزق وغیرہ لکھا ہوا ہے وہ ان کو ملے گا اور ان کی نافرمانی کی وجہ سے اس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی' کیونکہ یہ دنیا دار الامتحان ہے دار الجزاء نہیں ہے۔

**نوٹ ۲**: دوزخی لوگ اپنے پیش رو لوگوں کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ان لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا' اس لیے ان کو دوگنا عذاب دے' ایک ان کی اپنی گمراہی کا اور دوسرا ہمیں گمراہ کرنے کا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سب کے لیے دوگنا عذاب ہے۔ اس کی وجہ سمجھ لیں جس کی وضاحت مولانا امین احسن اصلاحی صاحبؒ نے کی ہے۔

نیکی ہو یا بدی' دونوں اپنی فطرت کے اعتبار سے متعدی چیزیں ہیں۔ یہ اپنے کرنے والے کی ذات تک محدود نہیں رہتی ہیں' بلکہ ان کے اثرات دوسروں تک بھی منتقل ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نیکی کا ایک ذرہ احد پہاڑ کے برابر ہو سکتا ہے اور بدی کا ایک تخم لق و دق جنگل کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اس آیت میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے (جو سورۃ النساء' آیت ۸۵ میں اور احادیث میں بیان ہوا ہے) کہ تم میں سے اگلے اور پچھلے دونوں ہی کے لیے اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں سے بھی حصہ ملنے والا ہے جن کے لیے تم نے ان گناہوں کی مثال قائم کی۔ تم فریاد کر رہے ہو کہ تمہارے اگلوں نے تمہارے لیے بری مثال قائم کی' اس وجہ سے ان کو زیادہ عذاب ہو۔ ان کو بے شک زیادہ عذاب ملے گا' لیکن تم نے جو بری مثال اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑی' اس کے نتائج سے تم کس طرح بچ جاؤ گے؟ جو پیمانہ ان کے لیے ہے وہی پیمانہ تمہارے لیے ہے۔ اگر ان کی روشِ بد کے ساتھ ساتھ تم اپنی روش بد کے اثرات کا بھی علم رکھتے تو تم مانتے کہ تم اور وہ' دونوں یکساں مجرم ہو۔ لیکن تمہیں اپنے بوئے ہوئے تخم بد کی ہولناکیوں کا علم نہیں ہے۔ اب وہ تمہارے سامنے آئے گا۔ (تدبر قرآن)

یہاں پر کچھ ذہنوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کے وقت زمین پر جو آخری نسل انسانی بدی میں ملوث ہو گی' ان کی بدی کے اثرات تو کسی اگلی نسل کو منتقل نہیں ہوں گے' تو کیا ان کو اکہرا عذاب ہو گا؟ اس کا جواب نفی میں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لِکُلٍّ (سب کے لیے' ہر ایک کے لیے) فرمایا ہے۔ اس کی وجہ وہ لوگ آسانی سے سمجھ لیں گے جنہوں نے statistics (اعداد و شمار کا علم) میں extrapolation کا فارمولا پڑھا ہے۔ دوسرے طلبہ اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ کسی چیز کے گزشتہ کافی سالوں کے اعداد و شمار موجود ہوں تو ماضی میں ہونے والی کمی یا اضافہ کے رجحان کی بنیاد پر مذکورہ فارمولے کے ذریعے تخمینہ لگا لیتے ہیں کہ چند سال کے بعد اعداد و شمار کیا ہوں گے۔ عام طور پر یہ تخمینے تقریباً صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اگر کبھی تھوڑا بہت یا کبھی کبھار زیادہ فرق ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی علم پرفیکٹ نہیں بلکہ ناقص ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے۔ اس لیے اس کا علم بھی پرفیکٹ ہے اور وہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے۔ اس کے لیے یہ بہت آسان ہے کہ وہ آخری نسلوں کی بدی کے منتقل ہونے والے اثرات کا بالکل ٹھیک (exact) حساب کر کے ان لوگوں کو اس کی بھی سزا دے۔ اس لیے فرمایا لِکُلٍّ ضِعْفٌ۔



© rasailojaraid.com